پہلی نظر میں گھائل کردیا۔" (ص ۱۹)

------"آپ کو (مراد مولف) آج ایک غیر مسلم کے قتل پر افسوس ہو رہا ہے اور مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے' اس ملک میں مسلمان مسلمان پر ہر ظلم کرے گا' مسلمان مسلمان کا حق مارے گا' حتیٰ کہ مسلمان مسلمان کا گلا کاٹے گا........ خود کو خادم اسلام' مجاہد اور غازی بھی کہلائے گا۔" (ص ۲۴)

------"روایت پروری اور وضع داری کے تو مولاناؒ بادشاہ ہیں" (ص ۳۱)

یہ چند سطریں لکھنے کے بعد میرا اندازہ یہ ہے کہ اس طرح کے فقرے جمع کرنے میں بھی بات لمبی ہوجائے گی۔ میرا خیال ہے کہ بس ایک بڑا اقتباس اور شامل کردوں:

------"طریقِ تنظیم میں مولاناؒ نے ایک نیا اہتمام یہ کیا کہ افرادِ تنظیم کے لیے عہدوں اور مناصب کی خواہش اور ان کے لیے ہر قسم کی خفی و جلی کوشش (یہاں لفظ خواہش دوبارہ استعمال کیا گیا ہے جو اچھا نہیں لگتا۔ راقم سطور) کو ناجائز قرار دے دیا۔ اور جماعتی عہدوں کے ساتھ آخرت کی جوابدہی کے گہرے احساس کو وابستہ کرکے ان عہدوں کو برتری اور چوہدراہٹ کا روپ دینے کے بجائے ایسی گراں بار ذمہ داریوں کا امین بنا دیا کہ لوگ مارے خوف کے ان سے گریز کرنے لگے۔" (ص ۴۸)

فی الواقع صحیح مقصد کے لیے کام کرنے والی کسی تنظیم کی یہ بڑی اہم علامت ہے۔

یہ چند سطریں تو محض تعارفِ کتاب کے لیے تھیں' اہلِ ذوق خود ملاحظہ فرما کر لطف اندوز ہوں۔

کتاب کے تقریباً دو تہائی حصہ میں مولاناؒ کے ارشادات' سوالوں پر دیئے گئے جوابات یا لٹریچر کے اہم اقتباسات کا گنجینۂ معنی آپ کے سامنے آئے گا اور بہت سی باتوں کے ساتھ "شانِ نزول" بھی۔ یہ اقتباسات لالۂ صحرائی کے ذہنِ رسا اور ذوقِ بلند کے آئینہ دار ہیں۔ انہوں نے بہت سی فراموش کردہ باتیں ہم کو یاد دلا دی ہیں۔ داغ ہائے سینہ کو تازہ رکھنے کے لیے نادر نسخہ ہے۔ (ن۔ص)

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ: مصنف: پروفیسر محمد سلیم' ناشر: فاران نشریات' ۳ بہاول شیر روڈ' مزنگ لاہور۔ ضخامت: ۹۷ صفحات --- قیمت ۵۰ روپے

مولانا مودودیؒ عصر حاضر کے ایک بڑے انسان تھے ــــــ بڑا انسان ہونا خوش بختی ہے اور ایک اعزاز بھی۔ بڑے آدمیوں کی زندگی میں کسی نہ کسی پہلو سے دل کشی اور جاذبیت ہوتی ہے اور بسا اوقات ان کے ہمہ گیر و ہمہ پہلو کارناموں کا بیان آسان نہیں ہوتا ــــ ان کی شخصیت کے جس پہلو کو لیں، ۔ "کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است" کی کیفیت نظر آتی ہے اور، ۔ "ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما" کا احساس ہوتا ہے ــــ مولانا مودودیؒ ایسے ہی بڑے آدمی تھے۔

ان پر متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اور ان کی زندگی اور کارناموں کے کئی رخ سامنے آچکے ہیں، بایں ہمہ ان کی ہزار شیوہ شخصیت کے متعدد پہلوؤں کی نقاب کشائی باقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے مولانا مرحوم کا زمانہ پایا، انھیں دیکھا اور احیائے اسلام کے لیے ان کی تاریخ ساز جدوجہد کا مشاہدہ کیا، وہ وقتاً فوقتاً ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔

پروفیسر سید محمد سلیم ہمارے دور کے ممتاز معلم و مورخ اور مصنف ہیں۔ زیر نظر کتاب میں، انہوں نے اختصار، مگر جامعیت کے ساتھ مولاناؒ کی شخصیت اور علمی و دینی کارناموں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ پہلے تو انہوں نے، وہ تاریخی اور تشکیلی پس منظر بیان کیا ہے، جس میں مولاناؒ کی شخصیت پروان چڑھی۔ ان کے خیال میں برعظیم ہندو پاکستان کے مسلمانوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس نے مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندیؒ اور شاہ ولی اللہؒ ایسی عبقری شخصیات کے تسلسل میں، ابوالاعلیٰ مودودیؒ ایسے نابغہ روزگار انسان کو پیدا کیا، جس نے مسلمانوں کو اقامتِ دین کا بھولا ہوا نصب العین یاد دلایا، اور اس ضمن میں منظم جدوجہد کے لیے، انہوں نے ایک جماعت تشکیل دی، جو اسلامی نظام کے قیام کے لیے اپنی سعی و کاوش جاری رکھے ہوئے ہے۔

پروفیسر سید محمد سلیم بتاتے ہیں کہ الجہاد فی الاسلام، ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا پہلا نمایاں علمی کام ہے۔ اس کی داد انہوں نے علامہ اقبالؒ جیسے نابغۂ عصر سے پائی۔ "اس کتاب کا لکھنا خود مولانا مودودیؒ کے لیے، اور مسلمانوں کے لیے خیر کا سبب بنا" (ص ۱۹)۔ مولاناؒ نے بعد ازاں ترجمان القرآن جاری کیا، تو فکری محاذ پر انھیں بیک وقت مغربیت، عقلیت پرستی، لادینیت اور متحدہ قومیت کے خلاف چومکھی لڑائی لڑنی پڑی۔ بطورِ خاص، مسئلہ قومیت پر ان کی تحریروں نے تشکیلِ پاکستان کی مہم میں اہم کردار ادا کیا۔ سید محمد سلیم کہتے ہیں کہ نصف صدی گزر جانے کے بعد، آج ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ رسالہ "ترجمان القرآن" نے مسلمانوں کے ساکن اور جامد بحر میں کس قدر

تموج اور تلاطم پیدا کردیا تھا ـــــ پھر انہوں نے مولانا مودودیؒ کی برپا کردہ تحریک ' جماعتِ اسلامی کی تشکیل ' اس کی ہیئت ' دائرہ کار اور میدانِ عمل کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ مولاناؒ نے جماعت کو ایسی ٹھوس تنظیمی بنیادوں پر منظم کیا کہ تشدد و ابتلا کے کئی وار بھی اس کے ڈھانچے کو نہیں ہلا سکے۔

"تفہیم القرآن" مولانا مودودیؒ کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔ مصنف نے بجا طور پر ' قارئین کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ سرسیدؒ ' مولانا فراہیؒ اور ابوالکلام آزاد کی تفاسیرِ قرآن ناتمام رہیں۔ مگر مولانا مودودیؒ پر اللہ کا خاص کرم ہوا کہ سیاسی ہنگامہ خیزیوں کے باوجود انہوں نے یہ تفسیر مکمل کرلی۔ آگے چل کر انہوں نے پاکستان کی دستوری جدوجہد میں مولاناؒ کے تاریخی کردار ' اسی طرح ابتلا و آزمائش میں ان کی عزیمت اور علماء کی طرف سے ان کی مخالفت کا ذکر کیا ہے۔ یہاں انہوں نے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں : گروہِ علماء کی مخالفت کا انداز بڑا عجیب ہے۔ ایک عالم جو عدالتِ عالیہ کے جج بھی رہ چکے تھے۔ ان سے سولت کے سفر میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے وہ تمام باتیں دہرائیں ' جو "خلافت و ملوکیت" کے ضمن میں بطور اعتراض کی جاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یہ باتیں مولانا مودودیؒ نے طبریؒ ' طبقات ابن سعد ' ابن العربی وغیرہ سے لی ہیں۔ آپ مولاناؒ کی تو مخالفت کرتے ہیں ' مگر ان مصنفین کا نام نہیں لیتے ' جنہوں نے مولاناؒ سے بھی پہلے یہی باتیں لکھی ہیں۔ وہ فرمانے لگے : "انہوں نے تو عربی میں لکھا ہے۔ مودودیؒ نے اردو میں لکھا ہے ' اس لیے جرم اس کا ہے" ـــــ مگر اس کے ساتھ سید محمد سلیم نے بتایا کہ حق گو اور انصاف پسند علماء نے مولانا مودودیؒ کی دینی خدمات کا ہمیشہ اعتراف کیا اور ان کی تحسین کی ہے۔

پروفیسر صاحب کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ : بلاشبہ مولانا مودودیؒ ایک نابغۂ عصر تھے ' جنہوں نے زمانے کا رخ پھیر دیا ' اور جنہوں نے وقت کا دھارا موڑ دیا:

جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہے

اس کتاب کی اشاعت و طباعت معیاری اور کاغذ نہایت عمدہ ہے ' البتہ سرورق کی کلر سکیم ' موضوع کے حسبِ حال نہیں۔

(تبصرہ نگار۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی)